ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوران حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 5 جمادی الاول 1433ھ 30 مارچ تا 5 اپریل 12 | شمارہ 13 | فون 7656730 فیکس 7659847

اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اور ساری کائنات کا خالق و مالک رازق ہے۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ بھلا (معاذ اللہ) کون ہے ایسا بدبخت انسان جو اللہ ذوالجلال کو گالی دے؟ کوئی بھی نہیں۔ یہاں وہ گالی مراد نہیں جو عموماً انسان ایک دوسرے کو دے کر اشتعال دلاتے ہیں بلکہ یہاں گالی سے مراد (نور من نور اللہ) جیسے دیگر عقائد باطل ہیں جنہیں رب العالمین اپنے لیے گالی تعبیر کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِى ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِى وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهُ اِيَّاىَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُّعِيْدَنِىْ كَمَا بَدَأَنِىْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَىَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهُ اِيَّاىَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّىْ كُفُوًا اَحَدٌ)) ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اس کے لیے یہ لائق نہیں ہے اور وہ مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ اس کے لیے یہ لائق نہیں ہے۔ بنی آدم کی تکذیب یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا جیسے میں نے پہلے پیدا کیا ہے، حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے، بنی آدم کی یہ گالی ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنالی ہے حالانکہ میں اکیلا اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا ہوں۔'' (صحیح بخاری)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

تین قسم کے لوگوں کے لیے چار سزائیں

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ، سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" [صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة وتنفیق السلعة بالحلف......حدیث:۱۰۶]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار یہ کلمات دہرائے۔ سیدنا ابوذر کہتے ہیں یہ نامراد ہوئے اور خسارے میں پڑے، اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان کر کے احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

اس حدیث مبارکہ میں تین قسم کے لوگوں کے لیے قیامت کے دن چار قسم کی سزائیں اور عذاب بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) لَا يُكَلِّمُهُمْ:

یعنی اللہ رب العزت ایسی کلام نہیں کرے گا جو مومنوں اور نیک لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے اس کلام میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہیں ہوگی بلکہ ایسی کلام ہوگی ناراضگی اور غصے والی کلام ہوگی اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ ان سے اعراض ہی کرلے گا مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ ایسی کلام نہیں کرے گا جو انہیں فائدہ دے یا اس کلام سے انہیں خوشی ہو۔

(۲) لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: اللہ ربّ العزت ان سے اعراض کرے گا ایسی نظر جو رحمت ومحبت والی ہوتی ہے وہ ان پر نہیں ڈالے گا۔

(۳) لَا يُزَكِّيهِمْ: یعنی انہیں گناہوں کی میل کچیل سے پاک نہیں کرے گا زجاج کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی تعریف نہیں کرے گا۔

(۴) عَذَابٌ أَلِيمٌ: تکلیف اور دردناک عذاب، ایسا عذاب کہ جس کی سزا (تکلیف) ان کے دلوں تک پہنچ جائے، ایسا عذاب کہ جو انسان کو کیا جائے تو اس پر بہت شاق گزرے [شرح صحیح مسلم نووی]

﴿لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (ال عمران:۷۷)

چونکہ یہ الفاظ قرآن مجید میں ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی تین بار تلاوت کی۔ (یہ تاکید پیدا کرنے کے لیے تھا)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ سن رہے تھے فوراً کہنے لگے اے اللہ کے رسول! جن کے بارے آپ یہ فرمارہے ہیں وہ انتہائی ناکام ونامراد ہیں آپ ذرا یہ تو فرمادیں کہ وہ کون بدقسمت لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اَلْمُسْبِلُ: پہناوا ٹخنوں سے نیچے کرنے والا۔ (۲) اَلْمَنَّانُ: احسان کر کے احسان جتلانے والا۔ (۳) وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ: جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

وَمَا علينا الا البلاغ

☆......☆......☆

جماعت اہلحدیث کا حقیقی ترجمان

ہفت روزہ **تنظیم اہلحدیث** لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 13
5 جمادی الاول ☆ 1433ھ
30 مارچ ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
اسلام اور قبروں پر عرس	8
ندوۃ العلماء......	10
جماعت اہلحدیث پاکستان......	12
جنگ قادسیہ کا پس منظر......	14

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث"، رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

اعلیٰ عدالتوں کے خلاف بولنے پر اعتزاز احسن ہیرو سے زیرو بن گئے!

پاکستان میں مطلق العنان حکمرانوں نے ہمیشہ ملکی اداروں کو اپنے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی بنا کر رکھنے کی کوشش کی ہے۔ محمد علی جناح نے جو رہنما اصول حکمرانی متعین کیے تھے اور جن کی رو سے اس ملک کو بہت جلد اسلامی فلاحی مملکت کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔ حکمرانوں کی ہوس، رنگیلا شاہی نے اسے پس پشت ڈال کر اقتدار کے تمام ستونوں انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کو اپنے تابع رکھنے کی روش اپنائی۔ گورنر جنرل غلام محمد نے جب مقننہ کو راستے کی دیوار سمجھا تو اسے توڑ دیا، اس وقت کے سپیکر اسمبلی مولوی تمیزالدین نے گورنر جنرل کے اقدام کو سندھ ہائیکورٹ میں چیلنج کیا سندھ ہائیکورٹ نے مولوی تمیزالدین کے حق میں فیصلہ دے دیا لیکن سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس منیر نے سندھ ہائیکورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل منظور کرتے ہوئے حکومتی اقدام کی توثیق کر دی اور یہ فیصلہ قانونی کی بجائے نظریہ ضرورت کے تابع سنایا اور پھر حکمرانوں کے لیے عدالت ہمیشہ نظریہ ضرورت کا استعمال کرتی رہی۔ جس جرنیل نے بھی منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر مارشل لاء لگایا عوام کے حقوق غصب کیے، ملک پر بدترین انداز حکمرانی اپنایا ملک کو امریکی جھولی میں ڈالے رکھا۔ ہمیشہ عدلیہ نے اس کے ظلم و جبر کو جواز کی چھتری مہیا کی۔ اس کی بدترین مثال چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس ارشاد نے قائم کی کہ پرویز مشرف جیسے غدار وطن حکمران کے نہ صرف حق حکمرانی کو تسلیم کیا جو کہ صریحاً آئین پاکستان کی دفعہ 6 کی رو سے آئین شکنی پر سزائے موت کا مستحق تھا بلکہ بن مانگے اسے تین سال کا عرصہ حکومت بھی عنایت فرما دیا کہ اتنے عرصے میں عام انتخابات کرائے جائیں۔ ہر دور میں آمر آئین کو معطل کر کے اپنا عبوری آئین نافذ کرتے رہے اور عدلیہ کے جج صاحب ڈکٹیٹروں کے نافذ کردہ عبوری آئین کے تحت حلف اٹھا کر خود آئین پاکستان کی ردی کو ٹوکری میں پھینکتے رہے۔

چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری وہ پہلے جج ہیں کہ جنہوں نے آمر کے حکم کے سامنے لفظ انکار کا استعمال کیا۔ کمانڈروں کی وردی پہنے ہوئے مشرف نے اپنے ساتھ چار اور وردی پوش جرنیلوں کو بٹھایا، جسٹس افتخار چوہدری کو خوف اور لالچ کے تمام ہتھیار استعمال کر لیے لیکن آج اللہ تعالیٰ نے جسٹس افتخار کو ایک ایسے افتخار سے نوازنا تھا جس کا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔ چیف جسٹس جرنیلوں کے سامنے گردن اٹھا کر جو انکار کر چکا تھا، سورج کی روشنی سرمئی رات کی چادر اوڑھ چکی تھی لیکن جسٹس ابھی اکڑا ہوا تھا اسے جی ایچ کیو سے اس حال میں رخصت کیا گیا کہ اس کی کار سے عدلیہ کا اعزازی جھنڈا اتار لیا گیا تھا اور اسے دفتر کی بجائے سیدھا گھر روانہ کیا گیا۔ اب چیف جسٹس آف پاکستان ملک کی اعلیٰ ترین عدلیہ کا سربراہی جج ہی نہیں بلکہ ایک ڈکٹیٹر کے اشارہ ابرو پر قید بن چکا تھا۔

اگلے روز جب یہ ملزم جج پیشی کے لیے جارہا تھا تو ٹی وی پر پوری دنیا نے دیکھا کہ اسے پولیس دھکے دے رہی ہے، اس کے بالوں کو پکڑ کر کھینچا جارہا ہے۔ جج صاحب کا کوٹ اسی دھینگا مشتی میں پھٹ گیا، عوام جو کہ شروع سے عدلیہ اور حکمرانوں کے معاملات سے لاتعلق رہی تھی، جسٹس افتخار کی توہین پر مشتعل ہوگئی، وکلاء بپھر گئے، سول سوسائٹی متحرک ہوگئی اور پھر گلی کوچوں میں جسٹس افتخار کی بحالی کے لیے مظاہرے شروع ہوگئے۔ ایسے وقت میں چوہدری اعتزاز احسن کو یہ اعزاز ملا کہ وہ سپریم کورٹ میں جسٹس کے وکیل کے طور پر پیش ہوئے۔ جسٹس کے وکیل کے طور پر اعتزاز احسن کے پیش ہونے کی دیر تھی کہ اعتزاز پورے ملک میں ہیرو کی حیثیت اختیار کرگئے۔ اعتزاز کیس جیت گئے بلکہ 18 کروڑ پاکستانیوں کے دل جیت گئے۔ اعتزاز کی مقبولیت آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگی اور پھر جب ڈکٹیٹر نے سپریم کورٹ اور ہائیکورٹس کے پانچ درج جج صاحبان کو گھروں میں نظر بند کیا۔ ایمرجنسی کے ذریعے ڈوگر کورٹس قائم کیں تو اعتزاز احسن جو کہ چیف جسٹس افتخار چوہدری کی گاڑی کا ڈرائیور بن چکا تھا۔ قدرومنزلت کے اعلیٰ مقام پر تھا، وکلاء کی احتجاجی تحریک شروع ہوئی، علی احمد کرد اور اعتزاز احسن یہ دو نام ایسے وکلاء رہنما کی حیثیت سے آگے آئے کہ لگتا تھا عمر بھر یہ دونوں عزت ووقار کی علامت بن کر وکلاء کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ وکلاء تحریک اور میاں نواز شریف کے احتجاجی مارچ کے نتیجے میں عدلیہ کے معزز جج صاحبان کو رہائی ملی۔ واضح رہے کہ مشرف ڈکٹیٹر کے دور میں نظر بند کئے گئے، ججوں کو پیپلز پارٹی کی جمہوری حکومت بھی رہا نہیں کرنا چاہتی تھی، اعتزاز احسن نے پیپلز پارٹی کے اندر رہتے ہوئے ججز بحالی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا او پھر یہ اعزاز بھی اعتزاز کو ملا، جب وکلاء اور عوامی مارچ گوجرانوالہ پہنچا تو مسلح افواج کے سپہ سالار نے اعتزاز کو فون کر کے بتایا کہ ججز کی رہائی کا فیصلہ کرلیا گیا ہے، لہٰذا احتجاجی مارچ روک دیں، ججز رہا ہوئے اور پھر عوامی کوششوں سے اپنے عہدوں پر بحال بھی ہوگئے۔ علی احمد کرد تو نا معلوم کیوں اسی وقت خرد برد ہوگئے۔ البتہ اعتزاز احسن پھر بھی عدلیہ کے ساتھ کھڑے رہے البتہ انہوں نے ایک اعلان کیا کہ جب تک چیف جسٹس افتخار صاحب سپریم کورٹ میں موجود ہیں وہ کبھی بھی بطور وکیل ان کی عدالت میں پیش نہیں ہوں گے تا کہ دامن صاف رہے۔ جب پوری سپریم کورٹ نے این آر او کو اس کے یوم پیدائش سے ہی حرامی بچہ قرار دیا تو اعتزاز عدلیہ کے ساتھ تھے۔ جب سپریم کورٹ نے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ این آر او کے تابع سوئٹزرلینڈ میں زرداری کے خلاف واپس لیا گیا، کیس کالعدم قرار دیتے ہوئے سوئس عدالت کو خط لکھ دیں کہ وہ کیس بحال کیا جائے اس وقت بھی اعتزاز نے برملا کہا کہ صدر کو کوئی استثنیٰ حاصل نہیں ہے اور وزیر اعظم کو بالآخر خط لکھنا پڑے گا۔ بے نظیر بھٹو کی برسی تک اعتزاز عدلیہ کے ساتھ کھڑا تھا وہاں جب زرداری نے اپنی تقریر کے بعد اعتزاز کو اعزاز خطاب بخشا تو اعتزاز پورے جیالے بن گئے اس کے بعد ایک روپیہ فیس کے بدلے وزیر اعظم کے وکیل بھی بن گئے اور جسٹس افتخار کی عدالت میں پیش بھی ہوگئے۔ بعض معتدل مزاج رکھنے والے لوگوں کا خیال تھا کہ اعتزار حکومت اور عدلیہ کے درمیان پل کا کام دیں گے اور حکومت جو کہ مسلسل عدلیہ کی توہین اور تضحیک کر رہی ہے۔ اب اعتزاز اسے روک دیں گے، امید پیدا ہو چلی تھی کہ اب حکومت عدلیہ بیچ ختم ہو جائے گا اور اعتزاز کوئی آبرومندانہ راستہ نکال کر عوام کو اس خلجان سے نجات دلائیں گے لیکن پھر نا معلوم کیا ہوا کہ اعتزاز صاحب نے اپنے ماضی کے بیانات سے انحراف شروع کردیا۔ پہلے ان کے نزدیک صدر کو استثنیٰ حاصل نہیں تھا اور اب یہ استثنیٰ اتنا مستحکم ہوگیا کہ اسے عدلیہ سے مانگنے کی بھی ضرورت نہیں یہ تو آئین کی رو سے خود بخود حاصل ہے۔ وزیر اعظم کے خلاف توہین عدالت کیس میں ایسی بہکی باتیں کرنے لگے کہ وزیر اعظم پیر ہیں، گدی نشین ہیں، اس لیے عدلیہ کے اعلیٰ ججوں کو ان کے مقام ومرتبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ریمارکس دینے چاہئیں۔ گویا کہ سپریم کورٹ نہ ہوئی، ان پڑھ دیہاتی عورت گدی نشین صاحب کے حجرے میں موجود ہے اور پیر صاحب اس کے ساتھ جو مرضی کرتے ہیں اس کی توہین نہیں ہوسکتی، پھر ارشاد فرمایا کہ توہین عدالت کا قانون سرے سے ہی غلط ہے، پوری دنیا میں رائج توہین عدالت کا قانون اعتزاز صاحب کو غیر قانونی نظر آنا شروع ہوگیا ہے۔

سپریم کورٹ میں اعتزاز صاحب کے دلائل پڑھ کر ایک قانون دان تو درکنار معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی سوچنا شروع کردیتا ہے کہ موصوف کہنا کیا چاہ رہے ہیں ایک دن عدالت میں دلائل دیں گے۔ میڈیا پر اپنے دلائل سن کر اور پڑھ کر اگلے روز ہی تردید فرما دیتے ہیں، لوگ اب ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کررہے ہیں مانا کہ اسکے بدلے انہیں سینٹ کی سیٹ مل گئی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہیں وزارت قانون کا قلمدان بھی مل جائے لیکن بابر اعوان کا انجام نہ بھولیں۔ وزارت قانون کے اور زرداری وگیلانی کے انتہائی قرب کے زعم میں وہ اپنی اوقات سے زیادہ استعمال ہو چکا تھا۔ اب اعتزاز صاحب نے بھی ملک کی وہ سپریم کورٹ جس کی بحالی کی جدوجہد نے انہیں عزت کے اوج ثریا پر پہنچا تھا۔ جنون کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اس سپریم کورٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کررہے ہیں۔ جناب والا! اگر کسی جج سے ملزم کی ذاتی دشمنی نہ ہو تو جج پر عدم اعتماد کا مطلب ہوتا ہے کہ جج بددیانت ہے، یہ وہی سپریم کورٹ ہے جسے ڈوگر سپریم کورٹ کو بددیانت قرار دیتے ہوئے انہیں دیانتدار جج سمجھتے ہوئے آپ نے تحریک میں سرگرم حصہ لیا تھا یہ بددیانت کب کے ہوگئے، جب سے آپ کو قرب خصوصی نصیب ہوگیا جب سے آپ کو سینیٹ کی سیٹ مل گئی یا جب سے آپ کو وزارت قانون کا وعدہ کرلیا گیا، آپ کے مؤکل وزیر اعظم اعلیٰ ترین عدالت کی مسلسل توہین کررہے ہیں اور مؤکل وکیل کے مشورے کے بغیر کبھی کوئی بیان نہیں دیتا۔ اعتزاز صاحب بلاشبہ آپ کو اس یوٹرن کے بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہوں گے اور بھی ہوں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ وکلاء، عوام سیاستدان، سب کی نظروں میں ہیرو سے زیرو ہوگئے ہیں، باقی آپ اپنا نفع ونقصان خود بہتر سمجھتے ہیں۔

الاستفتاء

مفتی عبیداللہ خاں عفیف

مسجد کے نام پر رقم دے کر واپس مانگنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے مسجد کی تعمیر کے لئے رقم دی اور وہ رقم مسجد کے پلاٹ پر صرف بھی ہو چکی ہے اب وہ شخص دی ہوئی رقم واپس طلب کرتا ہے تو کیا ہبہ اور وقف کی رقم واپس مانگی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک العزیز الوهاب:

معلوم ہونا چاہیے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبها التحیة والسلام کی رو سے کوئی بھی چیز ہبہ کر دینے یا فی سبیل اللہ وقف کرنے کے بعد اسے واپس طلب کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لا یحل للرجل ان یعطی العطیة فیرجع فیها الا الوالد فیما یعطی ولده ومثل الرجل یعطی العطیة ثم یرجع فیها کمثل الکلب اکل حتی اذا شبع قاء ثم رجع فی قیئه. [ترمذی، ابو داود، نسائی وابن ماجه وغیره]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی ہبہ یا عطیہ وقف کر کے پھر اسے واپس مانگنا شروع کر دے، ہاں باپ اپنی اولاد کو کوئی چیز دے کر واپس لے سکتا ہے اور جو شخص کوئی بھی چیز (رقم وغیرہ) فی سبیل اللہ دے کر واپس مانگتا ہے اس کی مثال اس کتے جیسی ہے کہ کھا پی کر قے کر کے اسے چاٹنے لگتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ایسی مثال پیش کرنے سے بچنا چاہیے۔ فی سبیل اللہ کوئی چیز روپے، پیسے وغیرہ دے کر واپس مانگنا حرام ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

التصحیح والتصویب:

بشرط صحت سوال اگر امجد صاحب نے کسی خاص پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنے کے لیے رقم دی تھی اور رقم اس پلاٹ کو چھوڑ کر کسی اور پلاٹ پر صرف کر دی گئی ہے، تو پھر امجد صاحب اس رقم کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ بحکم اذا فات الشرط المشروط. اور صحیح بخاری میں ہے: قال عمر مقاطع الحقوق عند الشروط ولک ما اشترطت. (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷۶) کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حقوق میں تنازعہ کے وقت طے شدہ شرطوں کے تحت فیصلہ کیا جائے گا اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے شرط عائد کی۔

لہٰذا وہ رقم واگزار کرانے میں حق بجانب ہیں اور اگر امجد صاحب نے رقم دیتے وقت شرط عائد نہیں کی تھی اور اس رقم سے کسی خاص پلاٹ پر مسجد تعمیر کر دی گئی ہے تو پھر اس کو رقم کا مطالبہ کرنا شرعاً ہرگز جائز نہیں کیونکہ ہبہ اور عطیہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کو واپس لینا یا موہوب الیہ سے خریدنا بھی حرام اور ناجائز ہے۔ عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ العائد فی هبته کالعائد فی قیئه. (صحیح البخاری باب لایحل لاحد ان یرجع فی هبته وصدقته ج ۱ ص ۳۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہبہ واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی ہے جو اپنی قئے کو چاٹ لیتا ہے۔

عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ لیس لنا مثل السوء الذی یعود فی هبته کالکلب یرجع فی قیئه. (حواله ایضا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے بری مثال زیبا نہیں تاہم جو شخص اپنا ہبہ واپس لیتا ہے وہ کتے جیسا ہے جو اپنی قئے کھا لیتا ہے۔

عن زید بن اسلم عن ابیه قال سمعت عمر بن الخطاب یقول حملت علی فرس لی فی سبیل الله فاضاعه الذی کان عنده فاردت ان اشتریه منه وظننت انه بایعه برخص فسالت عن ذالک النبی فقال لاتشتره وان اعطا که بدرهم واحد فان العائد فی صدقته کالکلب یعود فی قیئه. (صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۵۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا گھوڑا ایک شخص کو فی سبیل اللہ دے دیا مگر اس نے اس کی حفاظت نہ کی مجھے پتہ چلا کہ وہ اسے سستے داموں فروخت کرنا چاہتا ہے تو میں نے وہ گھوڑا خریدنے کا ارادہ کر کے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ آپ کو یہ گھوڑا ایک درہم میں دے تب بھی آپ اس کو نہ خریدیں۔ کیونکہ صدقہ واپس لینے والے کی مثال اس کتے جیسی ہے جو اپنی قئے کھا لیتا ہے۔ ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح ہبہ واپس لینا حرام ہے اسی طرح اس کو خریدنا بھی شرعاً جائز نہیں لہٰذا اگر امجد صاحب نے کسی ایک پلاٹ کی شرط عائد نہیں کی، تو اس صورت میں مفتی کا فتویٰ صحیح ہے۔ میں اس کی تصویب کرتا ہوں تاہم امجد صاحب شرط کے باوجود واپسی کا مطالبہ نہ کریں تو یہ بہتر اور اولیٰ واسلم ہے۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 19) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ٥ (٣١)

"اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے اور عزت کی جگہ داخل کریں گے"

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

اِنْ تَجْتَنِبُوْا: اگر تم اجتناب کرو گے۔ كَبٰٓئِرَ: بڑے گناہ۔
تُنْهَوْنَ: تم روکے گئے۔ نُكَفِّرْ: دور کردیں گے۔
سَيِّاٰتِكُمْ: تمہارے چھوٹے گناہ۔ مُدْخَلًا: مقام۔ كَرِيْمًا: عزت۔

<u>التوضیح:</u> اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ٥

انسان کو کبائر سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم کبائر سے بچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے صغائر کو معاف فرمادیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ (جنت) میں داخل فرمادیں گے۔

<u>کبائر:</u> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ. کہ سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون سے گناہ ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغَافِلَاتِ. "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، جس شخص کو قتل کرنا اللہ نے حرام کردیا اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔"

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ ج23 ص185 رقم الحدیث 6857)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتلائے آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ.

"اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، آپ اس وقت تکیہ لگائے ہوئے محو استراحت تھے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔" (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الادب باب عقوق الوالدین ج21 ص121 رقم الحدیث 5976)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ. "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔" (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر ج1 جزء2 ص69 رقم الحدیث 88)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ اَنْ تُزَانِىَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ ثُمَّ قَرَاَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ... الخ. "تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ تو فرمایا اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت کی (رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ کو نہیں پکارتے، ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں جس نے ایسا کیا وہ گناہ کو پہنچ گیا۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب قولہ

والذین لا یدعون ج 18 ص 20 رقم الحدیث 4761)

کبائر اور ملحوظ خاطر رکھنے والی باتیں: بعض گناہ موقع محل کی مناسبت سے شدت اختیار کر لیتے ہیں، جیسے لوگوں کا ناجائز طریقے سے مال کھانا، کبیرہ گناہ ہے مگر یتیم کا مال کھانا اور فریب سے مال بیچنا اور جھوٹی قسم کھانا یہ اس سے بھی بڑا گناہ ہے اسی طرح عام انسان پر تہمت لگانا بھی کبیرہ گناہ ہے مگر پاک دامن مرد عورت پر تہمت لگانا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اسی طرح عام آدمی کا زنا کرنا کبیرہ گناہ ہے اگر یہی زنا محرمات سے کیا جائے تو اس میں مزید شدت پیدا ہو جائے گی چھوٹے گناہ کو حقیر سمجھتے ہوئے مسلسل کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے، جس گناہ کے ارتکاب پر اللہ، فرشتوں، رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کی لعنت کا ذکر ہو وہ بھی کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، جس گناہ کے متعلق یہ وعید ہو کہ اس کے مرتکب کی طرف اللہ نہیں دیکھے گا وہ بھی کبائر سے ہوگا۔

صغائر اور ان کا مؤاخذہ: اگر انسان کبائر سے اجتناب کرے، یا ان کے ارتکاب کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ صغائر کو معاف فرما دیں گے۔ ان امور پر مؤاخذہ نہیں ہوگا بدیگر صورت صغائر کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔ قرآن مجید میں صغائر کو اَللَّمَمُ کے لفظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ابن عباسؓ نے اس کا معنی ایسے صغائر بتلائے ہیں کہ جو کبائر کا سبب بنیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کا زنا دیکھنا، کان کا زنا سننا، پاؤں کا زنا چلنا، زبان کا زنا بولنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، بتلاتے ہوئے فرمایا کہ شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاستیذان باب زنا الجوارح دون الفرج ج 22 ص 67 رقم الحدیث 6243) گویا کہ آپ ﷺ نے غیر محرم کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنا اور اس کے پاس چل کر جانا، شہوت بھری گفتگو کرنا، نفس میں زنا کی خواہش کرنا بتلایا ہے اگر زنا سرزد ہو جاتا ہے تو باقی چھوٹے گناہ برقرار رہیں گے اگر زنا سے بچ جاتا ہے یا زنا کا ارتکاب نہیں کرتا تو اس کے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، بشرطیکہ وہ اعمال صالحہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، بعض کبائر انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔

2۔ کبائر کا احتساب صغیرہ گناہوں کے کفارے کا باعث بنتا ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کبائر سے بچنے والوں کو عزت والی جگہ (جنت) میں داخل فرمائیں گے۔

☆............☆............☆

بقیہ: اپریل فول اور اسلام

(2) اس کی بنیاد جھوٹ پر ہے:

اس رسم بد کی ممانعت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے جبکہ اسلام مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت سفیان بن اُسید حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهِ كَاذِبٌ۔ "یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی جھوٹی بات بیان کرے اور وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو۔" (جامع ترمذی)

(3) اس کا مقصد ہی دھوکہ دہی ہے:

اپریل فول منانا اس لیے بھی جائز نہیں کیونکہ اس کا مقصد ہی دھوکہ دے کر لطف اندوز ہونا ہے، جبکہ رسول مکرم ﷺ نے دھوکہ باز سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا "جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" نبی کریم ﷺ کا کسی سے لاتعلق اور براءت کا اعلان یقیناً اس شخص کی بدبختی کا باعث ہے۔

(4) اس میں لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے:

اس کے حرام ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس بدترین رسم کے ذریعے وقتی اور عارضی طور پر لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ مذاق کے ذریعے کسی کو پریشان کرنا اور خود اس کا تماشا دیکھنا شرعاً منع اور حرام ہے۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک صحابی سو رہے تھے کہ دوسرے نے ان کی رسی اٹھالی، جب وہ بیدار ہوئے تو رسی موجود نہ پا کر انہیں گھبراہٹ اور پریشانی لاحق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا "مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو خوف زدہ کرے۔"

بظاہر یہ چھوٹا سا مذاق تھا لیکن رسول اکرم ﷺ پر اہل ایمان کی معمولی سی پریشانی بھی گراں گزرتی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے صراحت کے ساتھ اس سے منع فرمایا۔ اپریل فول کے حوالے سے بڑی بڑی بدترین اور تکلیف دہ حرکتیں کی جاتی ہیں جو کسی صورت بھی جائز نہیں۔

آخر میں یہ گزارش ہے کہ اہل علم و دانش کو اس (اپریل فول) کے بارے میں قومی تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے اور میڈیا پر بالخصوص اسکی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین (اسلام) پر چلنے کی توفیق بخشے اور شیطانی مکر و فریب سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسلام اور قبروں پر عرس

شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

آج اولیاء اللہ کے روضے، کفر و شرک اور بدعات کے مرکز ہیں، آج ان کی محبت اور عقیدت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ بخدا اگر وہ دیکھ پائیں تو ان حرکات سے مکمل بیزاری کا اعلان کریں۔ آج ان حضرات کے مزارات پر وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کے خلاف ان حضرات نے مدت العمر سردھڑ کی بازی لگائے رکھی۔ یہ ان حضرات کے مزارات ہیں، جن کے پاس طالبان حق اور سالکان راہ طریقت دور دراز سے محض اس لیے آتے تھے کہ ان اولیاء اللہ کی محبت سے نفس کا تزکیہ اور ان کے کلمات طیبات سے قلب و دماغ کو منور کریں لیکن وائے ناکامی! جہاں سے توحید و سنت کے چشمے پھوٹتے تھے، آج وہاں شرک و بدعت کا دور دورہ ہے۔ والی اللہ المشتکی.

آیئے! ذرا کتاب و سنت کی روشنی میں چند امور کا جائزہ لیں، جو آج نظام خانقاہی میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

اول:

دور دراز سے چل کر آنا اور اسے اللہ کے تقرب کا ذریعہ خیال کرنا اس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کا فتویٰ یہ ہے: لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی هذا. "یعنی تقرب کی غرض اور ثواب کی نیت سے بیت اللہ شریف، مسجد نبوی ﷺ اور بیت المقدس کے سوا کسی اور مقام کا سفر نہ کیا جائے۔"

(بخاری و مسلم)

دوم:

نذریں اور چڑھاوے لانا، کتاب و سنت سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ فوت شدہ حضرات کے لیے ایصال ثواب مفید ہے۔ لیکن اس کی شرعی صورت یہ ہے کہ اس سے اللہ کا تقرب اور رضا مقصود ہو۔ رد و قبول کا معاملہ بھی اللہ ہی سے مخصوص ہے۔ لیکن اگر اللہ کے سوا کسی اور کی رضا مطلوب ہو تو یہ عین شرک ہے۔ ثواب نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا کھانا، پینا بھی حرام ہے اور آیت ما اهل به لغیر الله اور ما ذبح علی النصب کا مصداق ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جو غیر اللہ کی رضا کے لیے دی جائے اور ہر ذبیحہ جو قبروں وغیرہ پر ذبح کیا جائے، اس کا کھانا پینا حرام ہے اگر ثواب ہی مقصود ہو تو سینکڑوں میل سے مزار پر لانے کی کیا ضرورت؟ غرباء تو ہر جگہ موجود ہیں، ان پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ نیز سالانہ تاریخ مقرر کرنے کی کیا وجہ؟

رہا غیر اللہ اور بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز کا مسئلہ تو اس کے متعلق فرمان رسول ﷺ ہے کہ دو آدمیوں کا گزر ایک بت پرست قوم سے ہوا، جن کا ایک بت تھا وہ لوگ کسی گزرنے والے کو وہاں سے اس وقت تک گزرنے نہ دیتے، جب تک وہ اس بت کے نام پر نذر و نیاز نہ دیتا، ان لوگوں نے ان دونوں سے بھی نذر چڑھانے کا مطالبہ کر دیا۔ پہلے تو دونوں نے انکار کیا کہ ہمارے پاس نذر چڑھانے کے لیے کچھ نہیں، ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس کچھ نہیں تو ایک مکھی پکڑ کر چڑھا دو۔ ایک نے انکار کیا اسے انہوں نے شہید کر دیا، دوسرے نے مکھی پکڑی اور نذر چڑھا دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مکھی چڑھاوا چڑھائی وہ جہنم میں گیا اور جو شہید ہو گیا لیکن اس نے بت کے نام کا چڑھاوا نہیں چڑھایا وہ جنت میں چلا گیا۔ (مسند امام احمد بحوالہ الداء والدواء لابن قیم ص ۴۴)

اور اب فقہ حنفی پڑھیے:

النذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون للمخلوق. "اللہ کی مخلوق میں سے کسی کی نذر ماننا، دینا ناجائز ہے، اس لیے نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے"

(شامی ج ۲ ص ۱۳۶)

سوم:

مزارات پر چراغ جلانا منع ہے۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ لعن الله زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج. یعنی "آنحضرت ﷺ نے قبروں (مزارات) پر گھومنے پھرنے والیاں اور قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنانے اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔" (ترمذی)

مزارات کو سجدہ گاہ بنانا سنگین جرم ہے، آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا تھا: لعن الله الیهود والنصاری اتخذو قبور انبیائهم و صالحیهم مساجد: "یہود و نصاریٰ اللہ کی لعنت اور غضب

کے مستحق ٹھہرے، اس لیے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

پھر آپ ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا: **لا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذالک.** ''خبردار قبور ومزارات کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی: **اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد.** ''یا اللہ میری قبر کو عبادت (سجدہ وغیرہ) سے محفوظ رکھنا۔''

فرمان خداوندی ہے: **یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق (سورہ مائدہ)** اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

غلو کا معنی ہے کسی چیز میں حد سے تجاوز کرنا۔ کیونکہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جو عقائد اپنائے تھے وہ سراسر ان کی تعلیم کے منافی تھے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میری قبر کو عبادت سے محفوظ رکھنا اور دوسری طرف اپنی امت کو تاکیداً منع کیا:

لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ. (بخاری کتاب الانبیاء ص-۴۹)

''میرے بارہ میں اس طرح غلو نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں کیا، بیشک میں اس کا بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہتے رہنا۔''

اسی طرح ایک موقع پر حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیرہ کے مقام پر گیا اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے آقا ﷺ کا مقام اس سے کہیں بلند ہے، کیوں نہ ہم بھی ان کو سجدہ کریں، میں جب واپس مدینہ میں آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی اس عقیدت کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے قیس اگر تو میری قبر کے پاس گزرے تو کیا اس کو سجدہ کروگے، تو میں نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی سجدہ نہ کرو، کیونکہ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ میرا حق نہیں سجدہ صرف اور صرف اسی ذات کے لائق ہے جو حی لا یموت ہے۔

امت کو تاکید فرمائی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں بھی امت کو یہی تاکید فرمائی کہ: **لا تجعلوا قبری عیدا.** ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنالینا۔''

پھر واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا: **عن جابر قال نھی رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبور وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ. (مسلم)**

''آنحضرت ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا کہ کوئی قبر پر مراقبہ یا چلہ کشی کرے یا مجاور بن کر بیٹھے۔''

کیا عرسوں میں ان فرمودات رسول ﷺ پر عمل ممکن ہے؟

قبر پرستی صلحاء امت کی نظر میں:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (زاد المعاد ص ۴۵۰) میں فرماتے ہیں کہ مجسموں اور قبروں کی عمارتوں کو جو لوگ بت کی طرح پوجتے ہیں ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں، مسلمان حکومت کا فرض بنتا ہے کہ انہیں گرا دے، کیونکہ یہ شرک کے ذرائع ہیں، یہ سب لات وعزیٰ کی طرح ہیں ان کا ایک دن باقی رکھنا بھی جائز نہیں۔

آخر میں حنفی اور بریلوی بزرگوں کے فرمودات کا تذکرہ کرتا ہوں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے ہیں: جو شخص اجمیر شہر یا سالار مسعود کی قبر یا اسی طرح کی دوسری جگہوں پر انہیں حاجت روا جان کر اپنی حاجت روائی کروانے وہاں گیا وہ قاتل اور زانی سے بھی بڑا گنہگار ہے۔

اسی طرح بریلوی مجدد مولانا احمد رضا خاں اپنی کتاب سجدہ تعظیم کی حرمت کے صفحہ نمبر ۴۳ میں فرماتے ہیں:

من سجد لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر. کہ غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنے والا کافر ہے۔

انہی ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے علمائے احناف نے یہ فتویٰ دیا ہے:

آنچہ بر قبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنا می کنند واز یں قبیل ہر چہ مے کنند حرام است یا مکروہ۔

یعنی اولیاء اللہ کی قبروں پر عمارت (روضہ) بنانا اور چراغ جلانا اور اس قسم کی دوسری چیزیں حرام ہیں یا مکروہ۔'' (مالا بدمنہ)

انہی ارشادات کا نتیجہ تھا کہ:

صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہاء ومحدثین نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کے باوجود ان ممنوعہ امور سے کسی ایک کا بھی ارتکاب نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆......☆......☆

ندوۃ العلماء کے اصحاب ثلاثہ

مولانا سید سلیمان ندویؒ | مولانا مسعود عالم ندویؒ | مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 2

الہلال سے استعفیٰ دے کر سید صاحب دوبارہ مولانا شبلی کے دفتر سیرت میں لکھنؤ آگئے۔ لیکن جلد ہی ۱۹۱۳ء کے آخر میں دکن کالج پونا میں السنہ الشرقیہ کے پروفیسر مقرر ہوگئے، دکن کالج پونا کے قیام میں آپ نے اپنی مشہور کتاب "تاریخ ارض القرآن" کی تالیف شروع کی۔ جس میں قدیم عرب جغرافیہ، اقوام عرب کی پرانی مذہبی اور تمدنی تاریخ پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ پونہ گئے ہوئے ابھی ڈیڑھ سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو مولانا شبلی نے اعظم گڑھ میں انتقال کیا۔ سید صاحب اپنے استاد سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ چنانچہ آپ نے 'نوحہ استاذ' کے عنوان سے مولانا شبلی کا مرثیہ لکھا جس کا مطلب یہ ہے۔

اے متاع عزت پیشن کے پچھلے کارواں
آہ وہ بھی مٹ گیا باقی جو تھا تیرا نشاں

مولانا شبلی نے وفات سے قبل وصیت کی تھی کہ ایک تو سیرۃ النبی ﷺ کی تکمیل کی جائے اور دوسرا دارالمصنفین کے قیام کا جو خاکہ تیار کیا تھا اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ چنانچہ سید صاحب نے مولانا شبلی کی دونوں وصیتوں پر عمل کیا، آپ دکن کالج پونہ سے مستعفی ہوکر اعظم گڑھ چلے آئے اور مولانا مسعود علی ندوی کے انتظامی تعاون اور مولانا عبدالسلام ندوی کی علمی اشتراک سے ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی اور اپنی تالیف تاریخ ارض القرآن کی پہلی جلد اور مکاتیب شبلی کی اشاعت سے دارالمصنفین کے تصنیفی کام کا آغاز کیا۔ جون ۱۹۱۶ء میں معارف پریس قائم ہوا اور اس میں پہلی کتاب مکاتیب شبلی کی جلد دوم کی طباعت سے کی اور جولائی ۱۹۱۶ء (رمضان المبارک) میں ماہنامہ معارف جاری کیا، معارف ایک دینی، مذہبی، علمی اور تحقیقی ترجمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بھی علم وعرفان کی بارش برسا رہا ہے۔ معارف کے پہلے ایڈیٹر سید صاحب تھے، اب تک معارف کے جو اہل علم وقلم ایڈیٹر رہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا سید ریاست علی ندوی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا سید صباح الدین عبدالرحمان مولانا ضیاء الدین اصلاحی آج کل مولانا اس کے ایڈیٹر ہیں۔

معارف کے ادارہ تحریر مختلف اوقات میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد اویس نگرامی، مولانا عبدالسلام ندوی، پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد، مولانا سید صباح الدین عبدالرحمان، مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے نام ملتے ہیں، آج کل معارف کی مجلس ادارت میں مولانا محمد رابع ندوی ہیں۔

الہلال میں سید صاحب کے مضامین:

(۳) تاریخ اسلام کا ایک معروف صفحہ (چار اقساط) ۱۰، ۱۷، ۲۴، ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء
(۴) قصص بنی اسرائیل (تین اقساط) ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء، ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء، ۱۲، ۱۹ نومبر ۱۹۱۳ء (۵) علوم القرآن (تین اقساط) ۸ جولائی ۱۹۱۴ء
(۶) اصلاح معاشرت (دو اقساط) ۱۸، ۲۵ فروری ۱۹۱۶ء

معارف میں چند اہم مضامین:

(۱) ہندوؤں کا ایک عجیب فرقہ جولائی ۱۹۳۲ء (۲) مسلمانان ہند کی مذہبی تعلیم مارچ ۱۹۵۵ء (۳) اہل سنت والجماعت مئی، جون ۱۹۱۷ء
(۴) لاہور کا ایک فلکی آلات ساز مارچ ۱۹۳۳ء (۵) مسلمانوں کی آئندہ تعلیم جنوری، فروری ۱۹۱۸ء (۶) دنیائے اسلام میں دینی انقلاب نومبر ۱۹۲۲ء
(۷) حجاز کے کتب خانے اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۹۱۸ء میں سید صاحب نے مولانا شبلی کی سیرۃ النبی ﷺ جلد اول اور اپنی تصنیف ارض القرآن کی جلد دوم شائع کی ۱۹۱۹ء میں مجلس خلافت کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا پہلا اجلاس لکھنؤ میں سید صاحب کی صدارت میں ہوا۔ ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی لکھتے ہیں: "اس اجلاس میں سید صاحب نے علماء اور ارباب سیاست کے درمیان حلقہ اتصال کا کام کیا اور ایسی پُر درد تقریر کی کہ مسند صدارت سے پائیں تک ساری مجلس بزم ماتم بن گئی۔" (علامہ سید سلیمان ندوی شخصیت وادبی خدمات ص ۷۸)

فروری ۱۹۲۰ء مجلس خلافت کا ایک وفد مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں انگلستان گیا، وفد تین ارکان پر مشتمل تھا، ارکان میں سید صاحب اور سید حسین تھے اور سیکرٹری حسن محمد حیات تھے۔ اس وفد میں سید صاحب کی حیثیت محض ایک معزز رکن ہی کی نہیں تھی بلکہ ایک محقق، فاضل اور مفکر کی تھی

۱۹۲۰ء میں ہی سیرۃ النبی ﷺ کی دوسری جلد جو مولانا شبلی نعمانی مکمل نہ کرسکے تھے اس کو مکمل کرکے شائع کیا اور اسی کے ساتھ آپ کی دوسری کتاب سیرت عائشہؓ شائع ہوئی۔ جس کی اشاعت پروالیہ بھوپال

نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ نے آپ کو پانچ سو روپے انعام مرحمت فرمایا تھا۔علامہ اقبالؒ نے یہ کتاب پڑھی تو سید صاحب کو خط میں تحریر فرمایا :
''سیرت عائشہؓ کے لیے سراپا سپاس ہوں، یہ ہدیہ سلیمانی نہیں سرمہ سلیمانی ہے،اس کتاب کو پڑھنے سے میرے علم میں بہت اضافہ ہوا،خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔'' (اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ ص ۱۱۳)

۱۹۲۴ء میں سیرۃ النبی ﷺ کی تیسری جلد شائع کی ،جس کا موضوع معجزات کی حقیقت ہے اور اسی سال ۱۹۲۴ء سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود نے شریف حسین کو شکست دے کر حجاز پر قبضہ کر لیا تو مجلس خلافت نے سید صاحب کی قیادت میں ایک وفد حجاز بھیجا۔وفد کے دوسرے ارکان مولانا عبدالقادر قصوری اور مولانا عبدالماجد بدایوانی تھے، یہ وفد اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا اور ناکام ہندوستان واپس آ گیا۔

اکتوبر ۱۹۲۵ء میں سید صاحب نے مدراس کی تعلیمی اسلامی انجمن کی دعوت پر مدراس کا سفر کیا اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر آٹھ خطبات ارشاد فرمائے۔یہ خطبات سیرۃ النبی ﷺ کا جوہر اور عطر ہیں۔

مارچ ۱۹۲۶ء جمعیۃ العلماء ہند کا سالانہ اجلاس کالکتہ میں منعقد ہوا، مولانا سید سلیمان ندوی نے صدارت فرمائی،اس موقع پر آپ نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا وہ مسلمانوں کی سیاست میں یادگار ہے۔اسی سال مجلس خلافت کا ایک دوسرا وفد سید صاحب کی قیادت میں حجاز گیا،اس وفد کے دوسرے ارکان مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور شعیب قریشی تھے

سلطان ابن سعود نے موتمر عالم اسلامی کا اجلاس مکہ مکرمہ میں طلب کیا تھا جس میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی تھی ، اس اجلاس میں سید صاحب کو موتمر عالم اسلامی کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔

اپریل ۱۹۲۷ء میں سید صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے اور ''عہد رسالت میں اشاعت اسلام'' پر تقریر کی اور علامہ اقبال سے پہلی ظاہری ملاقات ہوئی۔

مئی ۱۹۲۷ء کے معارف میں اجلاس کی پوری روئداد شائع کی ، علامہ اقبال سے ملاقات کے بارے میں سید صاحب نے لکھا کہ: ''یہ لکھنے میں میرا دل خوشی اور مسرت سے لبریز ہے کہ لاہور کے اہل علم اور اہل قلم طبقہ نے اپنی برادری کے اس کمترین ممبر کو خوش آمدید کہنے میں پوری فیاضی کا ثبوت دیا۔مولوی ظفر علی خاں نے تو اپنے گھر مہمان اتارا اور یہ نامناسب بھی نہ ہوا کہ ایک دہقانی ایک زمیندار کا مہمان بنا۔ڈاکٹر اقبال سے یہ میری پہلی ظاہری ملاقات تھی اور مراسلت کی باطنی ملاقات تو ۱۹۱۴ء سے قائم ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے کرم کیا کہ ملنے میں پیش قدمی فرمائی ، قیام گاہ پر آئے متعدد صحبتوں میں ساتھ رہے اور پھر خود اپنے کاشانہ میں مدعو کیا جس کو وہ خوددار الفقراء کہتے ہیں اور میں دارالاقبال کہوں گا۔''

مارچ ۱۹۲۹ء میں سید صاحب نے ہندوستانی اکیڈیمی الہ آباد کی فرمائش پر ''عرب وہند کے تعلقات'' پر پانچ خطبات ارشاد فرمائے۔یہ خطبات سید صاحب کی تلاش وتحقیق ،محنت وکاوش اور حجت واستدلال کے اعتبار سے شاہکار ہیں۔ مارچ ۱۹۳۱ء میں شعبہ تعلیم حکومت بمبئیٰ کی سرپرستی میں ''عربوں کی جہاز رانی'' پر چار خطبات ارشاد فرمائے، یہ خطبات بھی سید صاحب کے علمی تبحر کا آئینہ دار ہیں ۱۹۳۲ء میں سیرۃ النبی ﷺ کی جلد چہارم شائع ہوئی ،جس کا موضوع منصب نبوت ہے۔

اپریل ۱۹۳۳ء میں مولانا سید سلیمان ندوی ادارہ معارف اسلامی لاہور کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور علامہ اقبال کی صدارت میں ادارہ معارف اسلامی کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔اس اجلاس میں سید صاحب نے لاہور کا ایک منہدس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا کے عنوان سے ایک جامع اور تحقیقی مقالہ پڑھا۔جس میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ تاج محل کا معمار درحقیقت نادر العصر استاد احمد معمار ہے ۔ جو ہندسہ، ہیت اور ریاضیات کا بڑا عالم تھا۔(مقالات سلیمان ۱/ ۲۹۳)

جولائی ۱۹۳۳ء میں سید صاحب نے علامہ اقبال اور سر راس مسعود وزیر تعلیم بھوپال کے ہمراہ شاہ افغانستان نادر شاہ کی دعوت پر افغانستان کا تعلیمی سفر کیا،اس سفر کی روئداد معارف میں ''سیر افغانستان'' کے عنوان سے شائع کی، بعد میں کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی۔فروری ۱۹۳۴ء میں ڈاکٹر بہجت وہبی ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی دعوت پر جامعہ ملیہ دہلی تشریف لائے اور طلبائے جامعہ ملیہ کے خطبات ارشاد فرمائے۔ان خطبات میں دو خطبوں کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے فرمائی۔ ۱۹۳۵ء میں سیرۃ النبی ﷺ کی پانچویں جلد شائع کی،اس جلد کا موضوع عبادات ہے۔نومبر ۱۹۳۶ء میں دہلی میں آل انڈیا مسلمین کانفرنس کی صدارت فرمائی۔اس کانفرنس میں آپ نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا وہ دنیائے اسلام میں اس قدر مقبول ہوا کہ مصر وشام نے اس کے ترجمے چھاپے۔مجلس اعلیٰ فلسطین کے صدر الحاج مفتی امین الحسینیؒ نے خاص طور پر تار کے ذریعہ سید صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ ۱۹۱۹ء میں سید صاحب کی دو کتابیں سیرۃ النبی ﷺ کی چھٹی جلد جس کا موضوع اخلاقی تعلیمات ہے شائع ہوئی۔دوسری نقوش سلیمانی شائع کی۔یہ کتاب ان خطبات،مقدمات اور تحریروں پر مشتمل ہے جن کا تعلق اردو زبان وادب سے ہے ۱۹۴۰ء میں بچوں کے لیے سیرۃ النبی ﷺ پر ''رحمت عالم'' کے نام سے کتاب شائع کی اور اسی سال نومبر میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے سید صاحب کو ''ڈی لٹ'' کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ (جاری ہے)

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ وشوریٰ کا سالانہ اجلاس اور اسکی کاروائی

مولانا عبداللطیف حلیم

جماعت اہلحدیث پاکستان کی مجلس عاملہ وشوریٰ کے سالانہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت کلام مجید سے کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کے لیے قاری ذوالفقار حجازی کو دعوت دی گئی انہوں نے رتل القرآن کے قاعدے کے مطابق تلاوت کلام مجید کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر میاں عبدالمجید ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان نے انجام دیے۔ اجلاس 18 مارچ 2012ء بروز اتوار منعقد ہوا۔

تلاوت کلام مجید کے بعد خاندان روپڑیہ کے چشم وچراغ مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان کو شوریٰ سے شوریٰ تک کی سالانہ کاروائی پیش کرنے کے لیے دعوت دی گئی۔ موصوف نے خطبہ مسنونہ کے بعد اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ آیت مبارکہ تلاوت کی اور ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی جماعت اہلحدیث کے لیے خدمات جلیلہ کا تذکرہ کیا اور ان کے لیے بخشش کی دعا کی۔ پھر جماعتی موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہل حدیث کے قائدین جو کام بھی کرتے ہیں لوجہ اللہ کرتے ہیں اور کام کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

سیلاب زدگان کے حوالے سے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے سیلاب زدگان کے لیے تعاون کی اپیل کی اور اس میں دو مدیں رکھیں۔ (۱) عام صدقات (۲) زکوۃ۔ زکوۃ کسی بے نماز اور مشرک کا حق نہیں، عام صدقات میں سبھی کو شریک کیا جاسکتا ہے یہ کام اللہ سے ڈرتے ہوئے کیا۔ یہ تفریق کسی اور جماعت کے حصے میں نہیں آئی، گوجرانوالہ، لاہور اور کراچی کی جماعت نے اس فنڈ میں بھرپور حصہ ڈالا۔

اسی طرح جماعت نے بیت المال قائم کیا ہے جس سے غرباء کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسی طرح کھڈیاں (قصور) کے علاقے (نورپور نہر) پر تمام مسالک نے کانفرنس کرنا چاہی لیکن مرزائیوں نے نہ ہونے دی، کچھ جماعت کے ساتھیوں نے وہاں میرا درس قرآن رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے میرے درس میں برکت پیدا کردی اور تحقیق کرنے کے بعد 128 افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اگرچہ مختلف جماعتوں نے یہ کام اپنے کھاتے میں ڈالنے کی بھی کوشش کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ میرے پاس قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے والے چار شاگردوں نے وسیلہ کی حقیقت اور روضہ اطہر کی زیارت پمفلٹ کو چھپوا کر تقسیم کروایا بلکہ بریلوی علماء کو بھی بھیجے گئے لیکن آج تک جواب نہیں آیا۔

ہم سیاسی میدان میں بھی پیچھے نہیں ہیں لیکن اس بارے ہر ایرے غیرے کے پاس نہیں جاتے۔ ہمیں کرسمس ڈے کے کارڈ بھی آئے لیکن ہم نے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ دفاع پاکستان کانفرنس میں ہم نے اپنا موقف برملا پیش کیا کہ نیٹو کی سپلائی بند رہنی چاہیے جو اسے بحال کرے گا وہ ملک کا غدار ہے اور یہ بات صرف ہم نے کہی۔

ایران نے امریکی ایماء پر سعودی سفیر کو قتل کروایا۔ ایرانی قونصلیٹ ملاقات کرنا چاہتا تھا میں نے انکار کردیا جبکہ جماعت اہلحدیث بس ایسے امور کی تشہیر نہیں کرتی۔

انکے بعد میاں محمد سلیم شاہد امیر جماعت اہلحدیث صوبہ پنجاب کو دعوت دی گئی انہوں نے خطبے کے بعد کہا جب سے مجھے جماعت کی ذمہ داری سونپی گئی تو میں نے جماعت کی وجہ سے کئی لوگوں سے رابطہ کیا جب سے میں نے یہ ذمہ داری سنبھالی ہے تو میری زندگی میں بہت تبدیلی آئی، اس کے ساتھ میری جماعت کے اکابرین کی شفقت میرے ساتھ ہے اور اس کا نتیجہ ہے کہ اللہ کی توفیق سے میری دو کتابیں ''خطبات شاہد'' کے نام سے چھپ چکی ہیں۔ چند دنوں بعد تیسری کتاب خطبات شاہد کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

میری خواہش ہے کہ جماعتی ساتھی متحرک ہوں مجھے جہاں بھی بلائیں گے میں حاضر ہوں۔ روپڑی خاندان کی لوگوں کے ہاں بہت قدرو منزلت ہے اس کے بعد انہوں نے جماعتی وفد کا سعودی سفیر کے پاس جانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سعودی سفیر نے جماعت اہلحدیث کو بہت اچھے الفاظ میں خوش آمدید کہا۔

ان کے بعد پروفیسر ثناء اللہ خان آف پشاور مائیک پر تشریف لائے انہوں نے نیٹو افواج کا اور قرآن مجید کی بے حرمتی کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے رد میں صرف افغانی لوگ میدان میں آئے باقی تمام مسلمان خاموش رہے۔ آج ہر طرف بدامنی، ڈکیتی اور ظلم ہو رہا ہے اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

انکے بعد مولا محمد شریف حصاروی نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کو دعوت دی گئی انہوں نے ''ان ابراھیم کان امۃ'' سے بات کا آغاز کیا اور فرمایا کہ توحید والا اکیلا نہیں ہوتا، حق والا اکیلا ہی ایک جماعت ہوتا ہے، جیسے ابراہم علیہ السلام کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم اکیلے ایک جماعت ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ کی تبلیغی خدمات کا ذکر کیا

اور کہا کہ آج ہمیں بھی اس محنت کی ضرورت ہے کہ تمام ملک میں قرآن وسنت کا پیغام پہنچائیں۔ان کے بعد قاری ذوالفقار حجازی کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے عالم اسلام کی مجموعی صورتحال اوران کا غیر مسلموں کے غلام ہونے پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔اسکے بعد سید عبدالقادر ناظم اعلیٰ پنجاب کودعوت دی گئی انہوں نے جماعت پالیسی کا اظہار کرتے ہوئے قائدین پر اعتماد کیا۔

ان کے بعد مولانا محمد رفیق طاہر کودعوت دی گئی انہوں نے اپنی گفتگو کومختصر کرتے ہوئے کہا کہ یہ پوراہاؤس اپنے اکابرین کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔ہمارے اکابرین پوری جماعت کواپنے لیے کمربستہ پائیں گے۔ان کے بعد مولانا ادریس خلیل ناظم اعلیٰ صوبہ سرحد اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے انہوں نے ملکی حالات کی بگڑی ہوئی صورتحال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا ان حالات میں جماعت اہلحدیث کے بزرگوں کا جو فیصلہ ہوگا ہمیں منظور ہوگا۔

بعدازاں سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان حافظ عبدالوحید روپڑی کودعوت خطاب دی گئی انہوں نے کہا کہ جماعت اہلحدیث کے لوگ جہاں بھی ہیں کفر کو کھٹکتے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے عراق اورافغانستان پر امریکہ کے حملے اوروہاں سلفی علماء کا سفاکانہ قتل کا تذکرہ کیا۔اسی طرح انگریز کے انڈیا میں سلفی علماء کے قتل کے بارے میں دکھ کا اظہار فرمایا آخر میں انہوں نے کہا کہ اہلحدیث کی جماعت حزبیت اور پارٹی بازی کی شکار ہے اگر یہ آپس میں ملیں گے تو پھران کی بات مؤثر ہوگی۔

ان کے بعد مولانا شکیل الرحمن ناصر سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان اسٹیج پرتشریف لائے اور مختلف قراردادیں پیش کیں جن پر پورے اجلاس سے اتفاق کیا۔

(1) ہماری جماعت کے نامور عالم دین ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر بڑے سفاکانہ طریقے سے شہید کیے گئے ہیں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کوقرار واقعی سزادی جائے۔

(2) آج حکومت پاکستان یہ چاہتی ہے کہ پارلیمنٹ کے ذریعے نیٹوسپلائی بحال کرنے کے لیے گھٹنے ٹیک دیئے جائیں۔جماعت اہلحدیث اس کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔

(3) صنعتیں تباہ ہوچکی ہیں حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کی جائے۔

سب سے آخر میں جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی اسٹیج پرتشریف لائے توانہوں نے ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا“ آیت مبارکہ سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اسلام مکمل کیا گیا۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق قیامت تک ایک ایسی جماعت رہے گی جوحق پر رہے گی۔اہل باطل یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عالم دین کوقتل کرکے دین کونقصان پہنچائیں گے۔اللہ کا دین مکمل ہے،اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتا۔

وقت کی حکومت نے عدلیہ کی تضحیک کی،اس کے فیصلوں کا انکار کیا،جب حکمران ہی یہ کردار ادا کریں گے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہرفرد دین کا داعی بنے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”فاتقوا الله مااستطعتم“ جتنی طاقت ہے عمل کرو۔ادخلوا فی السلم کافة اوراسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، پھرتم تھوڑے بھی ہوئے تو نتیجہ یہ نکلے گا ”کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة“ کتنی ہی دفعہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نیٹو کی سپلائی کو بحال نہ کیا جائے، بھارت کو پسندیدہ ملک تب قرار دیا جائے جب وہ کشمیر کوآزاد کردے حکومت سے مطالبہ ہے کہ کالاباغ ڈیم منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچائے کیونکہ اس کا ملک کو بہت فائدہ ہے۔

آخر میں انہوں نے دینی جماعتوں کی خدمت میں گزارش کی کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں تاکہ ان کی بات کی کچھ اہمیت ہو۔والسلام

عاملہ وشوریٰ کا اجلاس جوتاخیر سے شروع ہوا اورظہر کی نماز سے پہلے اختتام پذیر ہوا۔وجہ یہ تھی کہ جماعت اہلحدیث کے نامور عالم دین ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کوظالموں نے بڑی سفاکی سے شہید کردیا تو یہ اجلاس ہنگامی صورت حال اختیار کرگیا۔نماز کے بعد جماعت اہلحدیث کا ایک بہت بڑا وفد موصوف کی نماز جنازہ کے لیے خانیوال روانہ ہوگیا، حافظ عبدالرشید اظہر کی نماز جنازہ خانیوال میں مولانا محمد یونس بٹ نے پڑھائی۔ بعد میں اس علم وعمل درخشندہ ہستی کوآہوں اورسسکیوں کے ساتھ سپرد خاک کردیا گیا۔ اللہ رب العزت ڈاکٹر صاحب کی قبر کوروشن فرمائے اوران کاٹھکانہ جنت الفردوس میں بنائے۔آمین

محفل حسن قرأت

مورخہ 3 اپریل بروز منگل بعد نماز عشاء دارالحدیث اوکاڑا میں محفل حسن قرأت منعقد ہورہی ہے۔جس میں قاری الشیخ نویدالحسن فیصل آبادی، قاری سعیداللہ سعید لاہور، قاری خبیب الرحمٰن سیالکوٹ، قاری عبداللہ یونس اوکاڑا، قاری محمد نعیم اور خصوصی خطاب حضرت مولا قاری محمد حنیف ربانی ارشاد فرمائیں گے۔تمام اہل اسلام سے شرکت کی پُرزور اپیل ہے۔ (منجانب: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث)

جنگ قادسیہ کا پس منظر اور پیش منظر

قسط نمبر: 1

محمد اسحاق حقانی ....مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے غار ثور میں ٹھہرے۔ یہاں تک کہ کفار اِدھر اُدھر تلاش میں ناکام ہوگئے تو انہوں نے اعلان کیا کہ جو آدمی ان دونوں کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اس کو دوسو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ یہ ہمارے لیے خطرہ کا باعث ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے گھبراؤ نہیں، یہاں تک کہ جب اس نے وار کرنا چاہا تو سخت پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کی ٹانگیں دھنس گئیں تو اس نے معافی طلب کی اور عرض کی کہ میرے لئے دعا کرو میں نہ تو خود آپ ﷺ کا پیچھا کروں گا اور نہ کسی کو اس طرف آنے دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سراقہ اب تو لالچ کی وجہ سے ہمارے پیچھے آیا ہے اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے کسریٰ شاہ ایران کے کنگن دیئے جائیں گے۔ عرض کیا ایسا ہوگا فرمایا ہاں۔ مکہ والوں نے لاؤ لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کر دی، آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا تا کہ دشمن ادھر نہ آئیں۔ صحابہ کرامؓ نے سردی کے موسم میں خندق تیار کرائی اور کندھوں پر مٹی اٹھا کر باہر ڈالتے۔

آپ ﷺ نے ان کی اس تکلیف کو دیکھ کر فرمایا: **اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر لانصار والمھاجرہ.** ''اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے، انصار و مہاجرین کو بخش دے۔'' آگے سے صحابہ کرامؓ نے خوش ہو کر کہا: **نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا** ''ہم نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر زندگی بھر جہاد کے لیے بیعت کی''

صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان ٹوٹ نہیں رہی تھی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا تو آپ ﷺ نے باوجود پیٹ پر پتھر باندھے کدال پکڑ کر ایک ضرب لگائی اور کہا اللہ اکبر اور فرمایا کہ مجھے شام (قیصر) کی چابیاں مل گئیں پھر دوسری ضرب لگائی اور فرمایا فارس (کسریٰ) کا علاقہ مل گیا اور پیچھے اس کا مدائن میں وائٹ ہاؤس دکھائی دے رہا ہے؛ پھر تیسری ضرب لگائی اور فرمایا کہ یمن کی چابیاں مل گئیں اور میں صنعا شہر کا دروازہ دیکھ رہا ہوں۔

ایرانیوں کے ساتھ جنگ قادسیہ ان فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایرانیوں نے رستم و فیروز کو کہا کہ تم اپنے اختلاف چھوڑ کر مسلمانوں کے لیے متحد ہو جاؤ ورنہ تم دونوں کو ہلاک کر دیں گے۔ انہوں نے تمام سرحدی علاقوں پر بھاری فوج جمع کر لی، مسلمان سپہ سالار حضرت مثنیٰؓ کو جب یہ اطلاع ملی کہ ایرانی مسلمانوں پر چڑھائی کرنے والے ہیں تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے ۱۳ ہجری ذوالحجہ میں حکم جاری کیا کہ جس کے پاس بھی کوئی ہتھیار، سواری یا دفاع کے لیے کوئی چیز ہے، حج کے موقع پر لے کر آجائیں۔

تیاری:

مکہ کے گرد و نواح کے مجاہدین وہاں ان سے ملے، حج سے واپسی پر مدینہ کے ارد گرد والے وہاں جمع ہو گئے، حضرت عمرؓ سب لوگوں کو لے کر صرار نامی چشمہ پر پہنچ گئے وہاں اپنا فوجی کیمپ قائم کیا، لوگوں کو نہیں چل رہا تھا کہ اب یہاں کتنی دیر قیام کرتے ہیں یا فوج کو آگے لے کر چلتے ہیں، ان سے پوچھنے کی کسی میں ہمت نہیں پڑتی تھی، سوائے حضرت عثمان بن عفانؓ، عباس اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے تو فرمایا کہ جب نماز کے لیے جمع ہوں گے بتاؤں گا، نماز کے بعد ان کے سامنے ایرانیوں کا معاملہ رکھا اور کہا کہ ان کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ عام لوگ کہنے لگے کرنا چاہیے فرمایا کہ پھر تیار ہو جاؤ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا پھر انہوں نے صحابہ کرامؓ اور اہل رائے کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو انہوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ کسی کو کمان دے دیں اور خود یہاں ٹھہریں مقصد تو کفار کی کمر توڑنا ہے اگر وقتی طور پر دشمن ہمیں پیچھے دھکیل دیتا ہے تو آپ مزید کمک بھیج کر ان کا حوصلہ بڑھائیں گے اگر کمان آپ کے ہاتھ میں ہو اور ہزیمت کا سامنا ہو جائے تو اس سے کفار دلیر ہو جائیں گے اور مسلمان سر اٹھانے

کے قابل نہیں رہیں گے تو پوچھا کہ پھر کسی کو کمان دی جائے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اللہ کا شیر سعد بن مالک اس کام کے لیے موزوں ہے تو حضرت عمرؓ نے لشکر کی ترتیب دی۔ میمنہ (دائیں) پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو مقرر کیا اور میسرہ (بائیں) پر زبیر بن عوام کو اور ہراول دستہ پر طلحہ بن عبیداللہ کو اور پھر حضرت سعد بن مالک اور ابووقاص کو نصیحت فرمائی کہ اس گمان میں نہ رہنا تو رشتہ میں نبی کریم ﷺ کا ماموں ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام عمل سے ملتا ہے ورنہ انسان ہونے کے ناطے تمام اس کی مخلوق میں ہیں، نیکی برائی کو مٹاتی ہے آپ ﷺ کی زندگی کا نمونہ سامنے رکھ اگر تو نے اس سے منہ پھیرا تو خسارہ پائے گا، میں تجھے اہل ایران کی طرف بھیج رہا ہوں اور یہ معاملہ بڑا کٹھن ہے مگر حق کا دامن تھامے رکھنا، نیکی کو زادِ راہ بنانا اور خوف الٰہی کو اپنا ہمسفر، اس کی اطاعت بھلائی کے کاموں میں اختیار کرنا اور نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانا، اس کی محبت کی نشانی سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب ہے۔ اہل دنیا کی تعریف وتنقیص سے بے نیازی، اللہ تعالیٰ جس کو محبوب بنالے تو اس کی محبت مخلوق کے دل میں ڈال دیتا ہے اور جس کو ناپسند کرے لوگ اس سے نفرت کریں اللہ کی محبت کا اندازہ لوگوں کی تیرے ساتھ محبت سے ہوگا۔

خطاب عام:

پھر لوگوں سے مخاطب ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے نصیحت فرمائی ہے اور مثالیں بیان کی ہیں تاکہ سینوں میں مردہ دل زندہ ہو جائیں، علم نفع مند ہونا چاہیے، عدل کا اظہار ہو، اس کی علامت حیاء، سخاوت، نرم دلی اور عاجزی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک دروازہ اور چابی بنائی ہے، عدل کا دروازہ عبرت ہے اور اس کی چابی دنیا سے بے رغبتی، عبرت کے لیے موت اور قبروں کی یاد ہے اور آخرت کے لیے تیاری اعمال صالحہ کا آگے بھیجنا، دنیا سے بے رغبتی کی علامت اپنا حق لینا اور دوسرے کا حق ادا کرنا، اپنی حیثیت کے مطابق گزر بسر کرنا ورنہ دوسروں کی محتاجی، مجھے رعایا کا نگران بنایا گیا ہے، اپنی تکلیف سے مجھے آگاہ کرنا، ہم اس کو اس کا حق دیں گے اور حق کے بارے میں کسی کی رعایت نہ کرنا، میانہ روی سے زندگی گزارنا، پھر ان کو الوداع کہا اور فرمایا کہ قادسیہ کی طرف مقام زرود جاکر قیام کرنا اور وہاں کے اثر ورسوخ اور صاحب فہم وفراست لوگوں سے مشورہ اور مدد لینا، حضرت سعد موسم سرما کے شروع میں وہاں پہنچے وہاں حضرت عمرؓ کے بھیجے ہوئے دو ہزار یمانی اور دو ہزار نجدی مجاہد بھی آملے اور وہاں بنو تمیم سے تین ہزار، بنی رباب سے ایک ہزار اور بنو اسد سے تین ہزار فوجی بھرتی کیے۔

ان سب کو قادسیہ کی طرف روانہ کیا اور خود وہاں حضرت عمرؓ کے حکم کا انتظار میں ٹھہرے، ادھر شام سے حضرت مثنیٰ نے بھی بیس ہزار کی فوج تیار کی تھی اور ان کی آمد کا انتظار تھا مگر ان کو جسر کے معرکہ میں جو زخم لگا تھا، اس سے وفات پاگئے وفات سے پہلے انہوں نے بشر خصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کردیا وہ فوج اور ان کی بیوی کو لے کر آگئے وہاں حضرت سعد نے اپنی فوج کی ترتیب اس طرح کی۔

میمنہ پر عبد بن المعتم کو میسرہ پر شرجبیل بن سمط کو اور ہراول دستہ پر مغیرہ بن شعبہ کو امیر مقرر کیا، ادھر حضرت عمرؓ کا خط آیا کہ شراف سے اہل فارس کی طرف جاؤ اور ہر معاملہ میں اللہ پر توکل اور اس کی نصرت پر بھروسہ رکھو، دشمن کی تعداد بھی بہت ہے اور سامان حرب بھی اور پھر وہ اپنے علاقے میں ہیں، ان کے ساتھ بحث مباحثہ میں نہ پڑنا کیونکہ وہ دھوکے باز لوگ ہیں انکے سامنے اپنی کمزوری نہ ظاہر ہونے دینا، قادسیہ فارس کا دروازہ ہے، سرسبز وشاداب علاقہ ہے، پل اور نہریں ان کا دفاعی حصار ہیں اس لیے کہ ان کو پار کرکے آگے نہ جانا بلکہ سرحد سے ادھر ہی ٹھہرنا اور اگر وہ پیش قدمی کریں تو ان کے لاؤ لشکر اور فوجی قوت کو دیکھ کر مرعوب نہ ہوجانا بلکہ صبرو استقامت کو ہتھیار بنانا اگر تم نے صبر وثواب سے دشمن کا مقابلہ کیا اور دیانت وامانت کا دامن تھامے رکھا تو امید ہے کہ تم فتح یاب ہوگے۔

اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے رہنا اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے اور میرے ساتھ رابطہ رکھنا۔ صورت حال سے آگاہ کرتے رہنا کہاں تک پہنچے ہو کون دشمن کا سپہ سالار ہے ان کی تعداد کتنی ہے۔ حضرت سعد بن مالک نے جواب لکھا کہ قادسیہ سے پہلے خندق اور نہر ہے اور قادسیہ کی ہاتیں طرف بحر اخضر ہے آگے اس کے دو حصہ ہوتے ہیں اک حصہ خورنق اور حیرہ کی طرف جاتا ہے۔ قادسیہ کے دائیں طرف چشمے ہیں وہاں کے اکثر لوگ ایرانیوں سے مرعوب ہوکر ان کے ساتھ تو مل گئے ہیں ان کا سپہ سالار رستم ہے۔ ہم آمنے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اب جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا ہم اس سے فتح ونصرت اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، امیر المومنین نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ صبر واستقامت سے دشمن کا مقابلہ کرو اگر وہ پسپا ہونے لگیں تو مدائن تک ان کا پیچھا کرنا کیونکہ وہ ان کا اصل مرکز ہے عمرؓ اور مسلمانوں کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، حضرت سعدؓ نے زہرہ کی قیادت میں دستہ آگے بھیجا اور کہا چشمہ غریب پر پہنچ کر حالات کا جائزہ لو پھر باقی لشکر کو لے کر خود بھی پیچھے روانہ ہوئے اور زہرہ سے قادسیہ کے قریب پل کے آس پاس پڑاؤ ڈالا۔ (جاری ہے)

قادیانی لغت کے چند نمونے قادیانی

مولانا لیاقت علی باجوہ

مرزائی اپنے استاد مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تاویل کے ہنر میں باکمال بازی گر ہیں۔جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نبی اکرمﷺ کی شان میں اتری ہوئی آیات اپنی طرف منسوب کرتا ہے ایسے ہی احادیث میں جو پیش گوئیاں موجود ہیں انہیں بھی مرزا تاویل کر کے اپنی طرف منسوب کرتا ہے، اسی تناظر میں قادیانی لغت کے چند نمونے ملاحظہ کریں۔

(1) اَدْنَی الْاَرْضِ سے مراد قادیان: خواب میں دیکھا کہ میرے پاس مرزا غلام قادر میرے بھائی کھڑے ہیں اور میں قرآن کی یہ آیت پڑھتا ہوں غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِی اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ . (الروم:۲،۳) اور کہتا ہوں کہ اَدْنَی الْاَرْضِ سے قادیان مراد ہیں اور کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں قادیان نام درج ہے۔

(تذکرہ مجموعہ وحی الہامات صفحہ 649)

(2) دمشق سے مراد قادیان: صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے......دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں......مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا غلام احمد)

(3) قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا: ''انا انزلنا قریبا من القادیان'' اس کی تفسیر یہ ہے کہ ''انا انزلنا قریبا من دمشق بطرف شرقی عندا لمنارۃ البیضاء'' کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔(تذکرہ مجموعی وحی والہامات صفحہ 59 طبع چہارم از مرزا غلام قادیانی)

(4) یروشلم سے مراد قادیان: زکریا 14 باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کردیں انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی اور اسی دن یوں ہوگا کہ جتنا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لیے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیان ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے، خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس امت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔

(نزول المسیح صفحہ 44 روحانی خزائن ج 18 صفحہ 420 از مرزا قادیانی)

(5) مقام لُد سے مراد لدھیانہ: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ سب سے پہلے میرے ساتھ لودھانہ بیعت ہوئی تھی جو دجال کے قتل کے لیے ایک حربہ تھی، اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لُد میں قتل کرے گا پس لُد دراصل مختصر ہے لدھیانہ سے (الھدی صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن ج18 صفحہ 341)

(6) مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد: مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے: مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ کے مطابق ہے، پس کچھ شک نہیں کہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ. (الاسراء: 1)

(خطبہ الہامیہ صفحہ 21، مندرجہ روحانی خزائن ج16 ص21 از مرزا قادیانی)

(7) جہنم سے مراد طاعون: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ یاد رہے کہ میرے الہامات میں جہنم سے مراد طاعون ہے۔(حقیقۃ الوحی، ص145، مندرجہ روحانی خزائن ج22 ص583 از مرزا)

(8) محدث سے مراد نبوت: اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرتﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرتﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔سو مکالمہ اور

مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں، پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھے ہوئے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں و کل .ان یصطلح اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 68 مندرجہ روحانی ج 22 ص 503)

<u>(9) زرد کپڑے سے مراد بیماری:</u> مرزا قادیانی کہتا ہے کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا، ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں، سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود، بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 از مرزا)

<u>(10) آدم، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، مریم سے مراد مرزا قادیانی:</u> مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ ہی آدم سے آدم البشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء مراد ہیں اور یہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ کے نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر جگہ یہی عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) مراد ہے

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 55 طبع چہارم از مرزا)

<u>(11) دجال سے مراد با اقبال قومیں ہیں:</u> ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو۔ (ازالہ اوہام صفحہ 174 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 صفحہ 174 از مرزا)

<u>(12) فرعون اور ہامان سے مراد:</u> یعنی خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں گے، میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں گے وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا، اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے۔

(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 صفحہ 340)

<u>(13) ہندو سے مراد:</u> ہندو سے مراد ایسا شخص ہوا کرتا ہے جو دنیا کے غم وہم میں مبتلا ہو اور چاہے کہ کسی دنیوی ابتلاؤں سے نجات ہو۔ (تذکرہ مجموعہ وحی الہامات صفحہ 661 طبع چہارم از مرزا)

<u>(14) دابۃ الارض سے مراد:</u> یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا ہے۔ (نزول المسیح صفحہ 9 3 روحانی خزائن ج 18 صفحہ 416)

<u>(15) دجال کون؟:</u> دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 456 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 از مرزا)

☆..........☆..........☆

<u>بقیہ: پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہرؒ</u>

آپ کی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔(۱) الدراسۃ التقازیۃ بین التفسیر المظہری وفتح البیان (عربی) (تفسیر مظہری اور تفسیر فتح الباری کا تقابلی مطالعہ) یہ حافظ عبدالرشید اظہر کی ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کا ایک ہزار صفحات پر مقالہ ہے (۲) مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ (حالات وواقعات) (۳) دینی مدارس کے نصاب اور طرز تعلیم پر ایک نظر (۴) معیشت اور اخلاق کا باہمی تعلق، شاہ ولی اللہ کے افکار کی روشنی میں (۵) عربی میں ترجمہ رسالہ "عجالہ نافعہ" از شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔ ان کے علاوہ بعض رسائل کے تراجم اور کتابوں پر مقدمات تحریر فرمائے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب عادات و اخلاق کے اعتبار سے خوش اخلاق، خوش کردار، عبادت گزار، مرنجاں مرنج، طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن، فکر میں گہرائی اور معاملات میں دور اندیشی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ ڈاکٹر صاحب مولانا ابوالکلام آزاد سے بہت زیادہ متاثر تھے، جولائی 2007ء میں ماہنامہ شہادت اسلام آباد میں مرحوم کا انٹرویو چھپا تھا جس میں فرماتے ہیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد کا تذکرہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی حجۃ اللہ البالغہ اور امام نووی کی ریاض الصالحین میری انتہائی پسندیدہ کتابیں ہیں ڈاکٹر صاحب شہادت کا سانحہ ہفتہ 17 مارچ 2012ء کو دوپہر کے وقت پیش آیا اور اتوار 18 مارچ 2012ء کو رات دس بجے خانیوال میں سپرد خاک کئے گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوریؒ کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ہماری بدقسمت قوم ایک دوسری نعمت عظمیٰ سے بھی محروم ہوگئی۔ یہ صدمہ بہت ہی بڑا صدمہ ہے اور جہاں دو بڑے ہم رتبہ صدمے جمع ہو جائیں وہاں تو قیامت ہی بپا ہو جائے گی۔ اخبارات اور دوسرے ذرائع سے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہی پتہ چلا ہے کہ دو آدمی ان کی رہائش گاہ واقع اسلام آباد میں آئے اور ان کا گلا دبا کر شہید کر دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون.

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہرؒ

عبدالرشید عراقی

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نور پوریؒ کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ہماری بدقسمتی قوم ایک دوسری نعمت عظمیٰ سے بھی محروم ہوگئی۔ یہ صدمہ بہت ہی بڑا صدمہ ہے اور جہاں دو بڑے ہم رتبہ صدمے جمع ہو جائیں وہاں تو قیامت ہی بپا ہو جائیگی۔ اخبارات اور دوسرے ذرائع سے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہی پتہ چلا ہے کہ دو آدمی ان کی رہائش گاہ واقع اسلام آباد میں آئے اور ان کا گلا دبا کر شہید کر دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون.

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ حافظ صاحب کا شمار عالم اسلام کے مفتخر علمائے دین میں ہوتا تھا، تمام علوم اسلامیہ میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب ولغت، تاریخ وسیر اور اسماء الرجال پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا، حدیث اور متعلقات حدیث پر ان کی معلومات کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا، اللہ تعالیٰ نے حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا، جب کتاب پڑھتے تھے تو اس کا خاصا حصہ ان کے ذہن میں محفوظ ہو جاتا تھا۔

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہرؒ کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ صفت ہے جس کی مثال شاید اس زمانے میں ناپید ہے، آپ بہت زیادہ عابد وزاہد اور مرتاض تھے اور عالم باعمل اور اتباع سنت میں بھی بہت زیادہ مستعد نظر آتے تھے، تقریر وتحریر میں بھی بے مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی دینی فہم بھی عطا کی تھی اور دنیاوی شعور بھی، آپ پاکیزہ اخلاق کے مجسمہ تھے اور سب سے بڑھ کر آپ کے کردار میں بھی صحابہ کرامؓ کی اتباع کی پوری جھلک پائی جاتی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی گفتگو جہاں ان کے تبحر علمی، ذوق مطالعہ، وسعت معلومات اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی، وہاں ان کی بات بات سے انکے سیرت وکردار کی تصویر نمودار معلوم ہوتی تھی، ان کا رہن سہن، گردوپیش اور گفتگو ہر چیز ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر ایک خاموش تبصرہ ہوتا تھا جہاں تک میری معلومات ہیں۔ وہ بہت عمدہ خطیب ومقرر تھے، دوراندیش، حلیم الطبع، زہد وورع کے پیکر، ایک عظیم مذہبی رہنما، ایک عظیم مفکر، ملت اسلامیہ کے عظیم ستون، مفسر قرآن، محدث دوراں، عظیم محقق ومؤرخ، نامور ادیب ودانشور، عربی و اردو کے بلند پایہ مصنف اور اعلیٰ قابلیت رکھنے والی شخصیتوں میں سے ایک تھے۔ اب ایسی شخصیتوں کا پانا صدی تک محال ومشکل ہوگا اور ایسی باکمال شخصیتوں کے بارے میں ہی علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر صاحب ایک اچھے باصلاحیت معلم واستاد، بہترین منتظم، مخلص مربی اور صالح انسان تھے۔ توحید وسنت کے دلدادہ تھے، تین چار سال قبل جامع مسجد المکرم اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں تقریب صحیح بخاری میں ارشاد فرمایا کہ میری زندگی کا مقصد توحید الہٰی کی اشاعت اور حدیث نبوی ﷺ کی مدافعت، نصرت، حمایت اور وسیع پیمانے پر اسکی تبلیغ ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سن ولادت 1953ء ہے۔ دینی تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا اور دینی علوم میں جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا ان میں مولانا علی محمد سعیدی، حافظ ثناء اللہ ہوشیار پوری، حافظ عبداللہ بڈھیمالوی اور مولانا فاروق احمد راشدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، غیر رسمی طور پر سب سے زیادہ علمی استفادہ محقق شہیر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے کیا۔

مدینہ یونیورسٹی میں ڈاکٹر صاحب نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''گلستان حدیث'' (ص ۴۹۴) پر رقم فرماتے ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی میں آپ کے ہم درس حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ ثناء اللہ مدنی، مولانا عبدالسلام کیلانی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید خاص طور پر لائق تذکرہ ہیں متذکرہ شخصیات حافظ صاحبؒ سے پہلے متخرج ہو چکی تھیں، غالباً حافظ صاحبؒ کا سن تخریج ۱۴۰۱ھ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کئی سال تک جامعہ سلفیہ میں تدریس بھی فرمائی۔ آپ ایک محنتی استاد تھے، طلباء کو بڑی محنت سے پڑھاتے، تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے

(بقیہ صفحہ:19)

اپریل فول اوراسلام

حافظ عثمان جاوید شیخ

اپریل فول کیا ہے؟

اپریل (April) عیسوی کیلنڈر کا چوتھا مہینہ ہے اور فول (Fool) کا مطلب ہے بے وقوف۔ یکم اپریل کو لوگوں کو مختلف انداز سے دھوکہ دے کر بے وقوف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور جو شخص اس دھوکے میں آجائے (بیوقوف بن جائے) اسے اپریل فول کہا جاتا ہے اور اس دن کو (April fools day) کہاجاتا ہے۔ اردو لغت میں اس کی یوں تعریف کی گئی ہے: ''اپریل کی پہلی تاریخ کو خوش طبعی کے لیے بے وقوف بنانے کا دستور جو انگریزوں میں رائج ہے اور ان کی دیکھا دیکھی بعض اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں (اردو لغت 76/1) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے:

April fools day also called All fools day,first day of April, named from the Custom of playing practical jockes or sending errands on that date.Al-thoufh it has been obsevved for centuries in several counstries.(The new encyclopeadia of fartannica v:1 p:496)

اپریل فول کی تاریخی حیثیت: اس کے اجراء کے بارے میں حتمی رائے تو قائم نہیں کی جاسکتی، جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

The origin of the custom is unknown. It resembles other festivals,such as the hilairia of anciend rome (March25) and the holi festival of india(ending march31). Its timing seems related to the vernal equinox (march21),when nature fools mankind withe sudden changes in the wedther.(by previous reference)

''اس کے آغاز کی وجہ تو معلوم نہیں یہ دوسرے (غیر مسلم) تہواروں کی طرح ایک تہوار ہے جیسے قدیم روم 25 مارچ کو خوشی مناتے تھے اور بھارت میں 31 مارچ کو 'تھولی' کا تہوار منایا جاتا ہے، بظاہر یہ جشن بہاراں سے منسلک معلوم ہوتا ہے جب 21 مارچ کو قدرت اچانک موسم کو تبدیل کر کے انسانوں کو بے وقوف بناتی ہے۔'' تاہم اسکی ابتداء کے متعلق دو باتیں مشہور ہیں جن کو ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

(1) سولہویں صدی عیسوی تک فرانس میں انگریزی سال کا آغاز اپریل سے ہوا کرتا تھا اور نئے سال کے استقبال (Happy new year) کے لیے مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ 1564ء میں (Pope gergory) نے عیسائی دنیا میں ایک نئے کیلنڈر کو متعارف کروایا جس کی ابتداء جنوری سے ہوتی تھی۔ چنانچہ 1645ء میں فرانس کے حکمران شارل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دیا لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن تک شاید اعلان نہ پہنچ سکا تھا یا انہوں نے اس تبدیلی کو ماننے سے انکار کردیا۔ چنانچہ انہوں نے سابقہ روایات کے مطابق اپریل کی پہلی تاریخ کو مختلف انداز سے نیا سال (Happy new year) منانے کا اہتمام کیا جبکہ دوسرے لوگوں نے انہیں تماشہ بناتے ہوئے ان سے دل لگی اور انہیں (April fools) اپریل کے بیوقوفوں کے نام سے پکارا اور ان کی طرف مختلف پیغامات (Errands) ارسال کیے۔ اس سے ایسا سلسلہ چل نکلا (غیر مسلم تہوار)۔

(2) اس کی ابتداء روم سے ہوئی، چونکہ موسم بہار کی ابتداء عموماً اپریل سے ہوئی اس لیے رومیوں نے اس مہینے کے پہلے دن کو محبت، خوبصورتی اور خوشیوں کی دیوی 'مضینوز' کے نام کردیا تھا اور اس دن رومی بیوائیں اور دوشیزائیں عبادت خانوں میں جمع ہوکر اس دیوی سے درخواست کیا کرتی تھیں کہ ان کی خانگی زندگی پرُامن اور سلامتی والی ہو۔ اس سے اپریل فول کا آغاز ہوا لیکن پہلا قول قرین صواب معلوم ہوتا ہے۔

اپریل فول اسلامی تعلیمات کی روشنی میں: اسلامی نقطہ نظر سے نہ صرف یہ کہ یہ رسم بدنا جائز ہے بلکہ قرآن وسنت کی رو سے متعدد زاویوں سے اس کی حرمت واضح ہوتی ہے، اس کے حرام ہونے کی اہم وجوہ درج ذیل ہیں۔

(1) کفار سے مشابہت:

یہ غیر مسلم اقوام کا تہوار ہے اور ان رسومات کا انعقاد کرنا نہ صرف ملی غیرت کے خلاف ہے بلکہ دین اسلام بھی اس غلیظ فعل کی شدید مذمت کرتا ہے اور ایسا کرنے والے کو انہی (غیر مسلموں) کا ایک فرد قرار دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضورﷺ نے فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. ''جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔'' (مسند احمد)

(بقیہ صفحہ:7)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون نمبر سول (042) 5854010
فون نمبر ادارہ 6581025
تنظیم اہلحدیث (042)
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ و رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دار الافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائنگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230